مولانا عرفان الحق اظہار حقانی
استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مجالس حضرت شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہؒ

صحبت صالح کی تاکید اوراچھی مجلسوں کی تاثیر کا بیان قرآن وحدیث میں جابجا آتا ہے،
امام بیہقی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت نقل کی ہے کہ علیك بمجالس اهل الذكر یعنی ذکراور یادالٰہی میں مشغول رہنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھا کرو۔
ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ''مجالس الذکر'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھاہے،اسمیں علماء،اولیاء اور واعظین کی مجالس شامل ہیں جن کی مجلسیں یاد الٰہی صحیح عقائد،شرعی احکام،عبادات، حلال وحرام اور ترغیب وترہیب کا مجموعہ ہوتی ہیں......

صحبت نیکاں اگر یک ساعت است
بہتر از صد سالہ زہدوطاعت است

صالحین کی ایک ساعت کی صحبت سو سال کی اطاعت وزہد سے بہتر ہے

ہمارے ممدوح حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحبؒ کی مجلس بھی درج بالا خصوصیات ہی کی آئینہ دار تھی۔
آپ کی گفتگو وبیان میں فصاحت وبلاغت کے ساتھ ساتھ ادبی چاشنی، علمی گہرائی، تاریخی دلائل وواقعات شیروں کی گن گرج، اصلاح کے درد سے لبریز دلی جذبات، مشاہدات وتجربات کا نچوڑ، علمی تطبیق، عبرت وبصیرت، اسلاف واکابرین کی عقیدت ومحبت، دعوت جہاد، تبلیغ ونصیحت، دفاع اسلام، جدت پسندی کے نقصانات کا جائزہ عالم اسلام کی وحدت کا جذبہ، ایجاز واختصار، زندہ دلی، زبان کی حلاوت وطراوت، روانگی اور تسلسل غرض ہر قسم کی خوبیاں نظر آتی تھیں احقر کو استاد موصوف کے ساتھ تلمذ کا رشتہ آٹھ سالوں پر محیط ہے اس کے علاوہ وہ مختلف اسفار میں معیت اوران کی بیش قیمت مجالس میں حاضری کا شرف بھی حاصل رہا کسی زمانہ میں احقر آپ کی صحبت اور مجالس سے فیضیاب ہونے کے لئے ہر روز عصر کے بعد آپ کے حجرے میں جانے کا اہتمام کرتا تھا۔افسوس کہ ہم ان سے محروم ہوگئے کچھ مجالس جو میں نے مختلف مواقع پر قلمبند کئے ہیں وہ افادہ عام کے لئے پیش خدمت ہیں۔

ایک جاہل سندھی کا روضہ اطہر کو سجدہ

فلا تجعلو لله اندادا کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے کہا: ایک دفعہ مدینہ منورہ میں عشاء کی نماز کے بعد شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان جو کہ بہت بڑے علامہ اور مؤحد تھے پنجاب میں انہوں نے توحید کے پرچار میں بڑا نمایاں کام انجام دیا، میرے استاد بھی تھے، میں اور وہ مسجد نبویؐ سے نکل رہے تھے تو اچانک دیکھا کہ ایک سندھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کو سجدہ کررہا تھا حالانکہ وہاں پر ایسے کرنیوالوں کو پولیس مارتا ہے لیکن اسوقت پولیس ادھر موجود نہ تھی تو شیخ القرآن نے مجھے فرمایا کہ جاکر منع کروں میں اس کے پاس گیا اور اس کی گردن کو ہلاکر کہا کہ یہ کیا کررہے ہو؟ لیکن وہ سجدے سے نہ اٹھا اس پر خود شیخ القرآن اس کے پاس آئے اور اسے بزور اٹھایا اور کہا کہ یہ کیا کررہے ہو؟ اس سندھی نے شیخ القرآن کو بتایا کہ یہ دین ہمیں کس کے ذریعہ سے پہنچا اسی پیغمبر کے ذریعہ تو اسے بھی سجدہ کرنا چاہئے اس پر مولانا غلام اللہ خان نے بتایا کہ یہی پیغمبر جو دین لایا تھا منع کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کروگے اور پیغمبر فرماتے ہیں کہ اگر ماسوی اللہ (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ خاوند (شوہر) کو سجدہ کرے لیکن غیر اللہ کو سجدہ جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جس سے عقل چھین لے تو وہ ایسے ہی غلط دلائل پیش کرتے ہیں کہ یہ دین کس کے ذریعہ آیا یہ بزرگ بھی اللہ کے محبوب ہیں انہیں بھی نذرونیاز دینا چاہئے۔

تفسیر وترجمہ سے وہابی بننے کی نامعقول توجیہہ

افغانستان میں بعض بڑے بڑے نادان لوگ طلباء کو کہتے ہیں کہ ترجمہ وتفسیر مت پڑھو، ورنہ وہابی بن جاؤ گے۔ میں نے جب پہلی دفعہ منبع العلوم میں ترجمہ شروع کیا تو بعض طلباء نے کہا کہ حضرت ہمیں تو اپنے بڑوں نے منع کیا ہے کہ ترجمہ مت پڑھو کہیں وہابی نہ بن جاؤ۔ سوال یہ ہے کہ ترجمہ سے بندہ وہابی ہوجاتا ہے یا پکا مسلمان بنتا ہے۔

ہمارے مشاہدہ کی بات ہے کہ بڑے بڑے مولوی ہوتے ہیں قاضی اور حمد اللہ (منطق کی کتب) یاد ہوتے ہیں لیکن ترجمہ نہیں سمجھتے ہیں۔ یہاں ایک بڑا مولوی تھا جسے ترجمہ نہیں آتا تھا اگر اسے کوئی کہتا کہ "ویل لکل همزه" کا کیا معنی؟ تو کہتا کہ کیا میں آپ کو اخوند (امام) نظر لگتا ہوں؟ مجھ سے قضایا موجہات اور عکس نقیض میں پوچھو فلاں شئے میں پوچھو اور فلاں میں ......اس پر بہت فخر کرتا تھا اور قرآن کا ترجمہ اخوند کی نشانی سمجھتا تھا۔

لاحول ولا قوة الا بالله

پچاس سال قبل اردن میں تبلیغ کی حالت

یکم جولائی 1999ء: نوشہرہ مرکز کے تبلیغی سرپرست حضرات آئے تھے اس موقع پر آپؒ نے فرمایا: کہ 1965ء میں اردن عمان میں حطہ نامی علاقہ میں ایک تبلیغی جماعت کو پولیس والوں نے مسجد سے میرے سامنے نکالتے ہوئے کہا

کہ "جعلتم المساجد الفنادق "(تم لوگوں نے مسجدوں سے ہوٹل بنا دیئے) اب الحمدللہ اسی جگہ تبلیغ کا بڑا مرکز بنا ہوا ہے۔

ارجنٹائن میں مسلم گھرانے کا حال

ایک دفعہ میں نے شیخ سعید احمد خان صاحب مرحوم مدینہ کو ارجنٹائن کا ایک خط ترجمہ کیا جو کہ تین صفحات پر محیط تھا اس میں تبلیغ کی روئیداد (کارگزاری) تھی، ایک واقعہ انہوں نے یوں لکھا تھا کہ ہم ایک گھر جس کے متعلق بتایا گیا تھا کہ یہ مسلمانوں کا ہے، پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک لڑکی نکلی، ہم نے کہا کہ آپ لوگ مسلم ہیں اس نے جواب دیا کہ No, we are Christian (نہیں ہم عیسائی ہیں) پیچھے سے اس کی ماں نے اور آواز دی Oh Silent, We are Muslim, (چھپ ہوجاؤ، ہم مسلمان ہیں) پھر اس عورت نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں لیکن یہ میری بچی عیسائیوں کی سکول میں پڑھتی ہے۔

اسی طرح اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ اکثر لوگ دعوت کے جواب میں کہتے ہیں کہ We are so busy (ہم بہت مصروف ہیں) جب میں نے خط کا ترجمہ کیا اور مولانا کے پاس لے گیا تو وہ بیمار تھے اس موقع پر چند عرب جوان بھی آئے تھے، مولانا نے ان کو وہ خط دیا جس کو پڑھ کر وہ بڑے متاثر ہوئے اور ارجنٹائن کی طرف تبلیغی سفر پر روانہ ہوئے۔ فرمایا مولانا سعید خان انتہائی کمزور ولاغر تھے بالکل ہڈیوں کا ڈھانچہ معلوم ہوتا تھا، لیکن اس کے باوجود تبلیغی اسفار ہر وقت فرماتے مجھے ان کی خدمت کا بہت موقع ملا تھا۔

سال لگانے کی ترغیب

فرمایا مدینہ میں جب مجھے ڈاکٹریٹ کی ڈگری میں نمایاں پوزیشن پر گولڈ میڈل دیا گیا تو میں نے مولانا سعید احمد خان کو خوشخبری سنائی، جس پر انہوں نے فرمایا کہ میں آپ کو تب تک گولڈ میڈلسٹ نہیں مانوں گا جب تک آپ ایک سال نہیں لگاتے۔

جس رات آپ کو گرفتار کیا جا رہا تھا اس رات میں ان کے ہمراہ بارہ بجے تک رہا اور جب رات گئے واپس ہوا تو اگلی صبح معلوم ہوا کہ مولانا کو گرفتار کرلیا گیا۔ مولانا سعید خان نے کہا کہ مجھ سے چاہو تو نیشنلٹی چھین لو لیکن تبلیغ میری روح اور غذا ہے جو نہیں چھوڑ سکتا ہوں اللہ تعالیٰ نے ان کو مدینہ کی موت دی اور ان کی اہلیہ محترمہ بھی وہی پر انتقال کرگئی۔ رحمهما الله رحمة واسعة

تبلیغی سفر

23 اگست 2000 مجلس بعد صلوۃ العصر والمغرب 23 جمادی الثانی 1421ھ: فرمایا! کہ لاہور میں حضرت شیخ التفسیر

مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ہاں جب ہم دورۂ تفسیر پڑھ رہے تھے تو عید کی چھٹیوں میں حضرت لاہوریؒ سے تبلیغ کے مرکز (رائے ونڈ) جانے کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت میاں جیؒ (عبداللہ) کو میرا سلام دینا۔ مرکز گئے تو وہاں سے ہماری تشکیل قصور کے لئے ہوئی جہاں ہم ایک بریلوی مسلک کے مسجد گئے عید کی رات تھی انہوں نے ہمیں راتوں رات مسجد سے نکالا ہم نے کھانا وغیرہ بھی تیار نہیں کروایا تھا، لہٰذا مجبوراً رات کی تاریکی ہی ہم کسی دوسری مسجد کی تلاش میں نکلے اور پھر کافی تگ و دو کے بعد دوسری مسجد پہنچے رات کافی دیر ہو چکی تھی افراتفری میں کھانے کا انتظام بھی نہ کر سکے اور بالآخر بغیر کھانے کے سونا پڑا؛ اس لئے کہ بازار وغیرہ بند ہو چکے تھے۔

عورتوں کا تبلیغ میں نکلنے کے بارے میں مؤقف

فرمایا: کہ عورتوں کا تبلیغ میں اپنے محارم کے ساتھ نکلنا جائز ہے، بعض لوگ اس کے مخالف ہیں حالانکہ یہ لوگ اس وقت تو کچھ نہیں کہتے جب یہ عورتیں ماموں، چچا اور ادھر اُدھر کے رشتہ داروں کے گھر میں جا کر شادیوں وغیرہ کی تقریبات میں پورا ایک ایک ہفتہ دوسرے شہروں میں گزارتیں ہیں اور ان کے ہمراہ محارم تک نہیں ہوتے، تب تو ان کو فتنہ کا خوف نہیں رہتا۔

مولانا مفتی محمودؒ کا دارالعلوم حقانیہ آمد اور قصر نماز کی امامت پر حکیمانہ جواب

فرمایا: کہ مولانا مفتی محمودؒ پہلی مرتبہ دارالعلوم حقانیہ جب تشریف لائے تھے، تو مدرسہ مسجد مولانا صاحب (محلّہ ککے زئی) میں واقع تھا اس وقت مفتی محمودؒ کی داڑھی بالکل سیاہ تھی اور آپ قوی الجثہ نہ تھے لاغر سا بدن تھا، غالباً عشاء کے وقت حضرت مولانا عبدالحقؒ انہیں مسجد کے بالمقابل بالاخانہ (مہمان خانہ) لائے اور مجھے کہا کہ جا کر مسجد میں دیکھو کہ نماز ہو چکی ہے یا نہیں؟ میں نے معلوم کیا تو جماعت ہو چکی تھی پھر وہیں حضرت مولانا صاحبؒ نے مفتی صاحب کو آگے فرما کر جماعت پڑھانے کا کہا کچھ دیگر مہمان بھی اس موقع پر موجود تھے حضرت مفتی صاحبؒ نے قصر کر کے فرمایا کہ میں مسافر ہوں باقی لوگ اپنی نماز پوری کر لیں، ہم نے نماز مکمل کی تو ایک مہمان نے شور مچایا کہ جب مقیمین موجود ہو تو مسافر کی امامت کیوں کروائی گئی؟ حضرت مفتی صاحب نے اس آدمی کو حکیمانہ جواب دیا یہ اس لئے تا کہ آپ کو مسئلہ معلوم ہو جائے کہ مقیم کے ہوتے ہوئے مسافر بھی امامت کر سکتا ہے۔

عزرائیل کس طرح روسی آب دوز تک پہنچا! کفریہ کلمہ:

روس کے آب دوز کے ڈوبنے کے متعلق بات چلی تو ایک طالب علم احمد علی شاہ نے کہا کہ آج ایک شخص کہہ رہا تھا کہ اتنی گہرائی میں عزرائیل کس طرح پہنچا، حضرت نے سنا تو فرمایا کہ یہ کفریہ کلمہ ہے چاہیئے تھا کہ اس شخص

کو تھپڑ مارتے۔ فرمایا: ایسے لوگوں کے لئے ہارون الرشید جیسا بادشاہ چاہئے کہ ایک دفعہ کوئی عالم دین اس کے دربار میں یہ حدیث بیان فرمارہے تھے کہ "احتج ادم وموسی علیهما السلام "اس پر ایک شخص نے معترضانہ انداز میں کہا کہ ان کی ملاقات کس طرح ہوئی اس پر وہ شدید غصہ ہوئے اور حکم دیا کہ اسے گرفتار کرکے اس کا کام تمام کردیا جائے اس لئے کہ اس نے دین کا مذاق اڑایا، لوگوں نے بڑی منت سماجت کرکے اس کی جان بخشی کروائی پھر ہارون الرشید نے فرمایا کہ یہاں حدیث سنائی جارہی ہے اور یہ اس میں ٹانگیں اڑا رہا ہے۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ لوگ ملائکہ کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ آبدوز تک کس طرح پہنچیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کی طاقت کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًاO وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا O وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا O فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا O فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا (االنازعات: ۱تا۵) وَالصّٰفّٰتِ صَفًّاO فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا (صافات : ۱تا۲) وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً (المدثر:۳۱) حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا (الانعام :۶۱)

والدین کے لیے ایصال ثواب

فرمایا کہ حفظ قرآن بہت بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرنی چاہئے لوگ قرآن یاد کرکے بھلا دیتے ہیں عرب امارات کے ایک شیخ خلیفہ السویدی کا واقعہ بیان کیا جس کی عمر ستر (۷۰) سال ہے اور وہ اس عمر میں قرآن یاد کرنے میں مشغول ہو کر کہتا ہے کہ میں قرآن اس لئے یاد کررہا ہوں تاکہ میرے والد کو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مصداق روز محشر میں تاج پہنایا جائے۔ فرمایا کہ کہیں تو لوگ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کیلئے بڑھاپے اور ضعف کے عالم میں مشقت اٹھا کر قرآن یاد کرتے ہیں اور کہیں ہم جیسے لوگ اپنے والدین کو دعا میں بھی یاد نہیں رکھتے۔

غرور وتکبر کے نشے میں مست حکمرانوں کا انجام

فرمایا: دنیا فانی ہے دار القرار آخرت ہی ہے لیکن افسوس ہمارے حکمران ہمیشہ غرور وتکبر کے نشے میں مست ہو کر سب کچھ بھلا دیتے ہیں۔ ذوالفقار بھٹو کہتا تھا کہ طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں جو میرے ساتھ ہیں لیکن جب اسے پھانسی پر چڑھایا گیا تو پھر ایک کپ چائے تک نصیب نہ ہوئی۔ فرمایا کہ جنگ اخبار میں جیل سپرینڈنٹ کا انٹرویو آیا تھا کہ ہم جب بھی کسی قیدی کو پھانسی لگواتے ہیں تو پہلے اسے خبر دیتے ہیں تاکہ اسطرح ذہنی طور پر آہستہ آہستہ وہ تیار ہو جائے پھر وہ قیدی ہمارے ساتھ پھانسی گھاٹ تک خود اپنے پاؤں سے چل کر آتا ہے، لیکن بھٹو کے پھانسی کے متعلق ہمیں آڈر تھا کہ اسے بالکل خبر نہ دے، ایک رات ہمیں آڈر ملا کہ بھٹو کو پھانسی دی جائے تو میں گیا اور بھٹو کو نیند سے جگا کر کہا اٹھو ہمارے ساتھ چلو اس نے پوچھا کہ کہاں؟ بس پھر میں نے بتادیا کہ پھانسی

دینی ہے، یہ سن کر وہ بے ہوش ہوگیا اس لئے کہ وہ بیچارہ ذہنی طور پر تیار نہ تھا کچھ دیر بعد ہوش میں آکر مجھے کہا کہ مجھے ایک کپ چائے دی جائے میں نے جیل کے پہرے داروں کو کہا کہ فوراً چائے لاؤ لیکن جب چائے لائی گئی تو دو بجنے میں کچھ ہی لمحے باقی تھے اور ہمیں اوپر افسران بالا سے سخت آرڈر تھا کہ We want his died body on two oclock no more (ہمیں اس کی مردہ لاش دو بجے چاہیے مزید وقت کی گنجائش نہیں ہے) اسی وجہ سے ہم چاہتے ہوئے بھی اسے چائے نہ پلا سکے اور پھانسی دے دی حضرت نے فرمایا کہ عوام کو قوت کا سرچشمہ سمجھنے والا پھانسی سے پہلے باوجود عوام کی بھرپور حمایت کے ایک کپ چائے تک نہ پی سکا۔ اسی طرح نواز شریف جو دوہرے مینڈیٹ کارٹ لگائے ہوئے تھا اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے سیکنڈوں میں تخت سے اٹھا کر جیل کے سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا کیونکہ قوت اور طاقت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات اقدس ہے۔

بچوں کو بچپن میں کھیلنے کودنے کے مواقع دینا چاہیے

فرمایا کہ ایک دفعہ مولانا سعید خانؒ (تبلیغی جماعت کے سرکردہ رہنما) کے پاس مدینہ منورہ میں ایک ڈاکٹر آئے اس کے ساتھ بچہ بھی تھا، بچہ نوعمر ہونے کے باوجود انتہائی مود بانہ انداز میں دو زانو ہوکر مجلس بیٹھا تھا جب مولانا سعید خانؒ کی نظر اس پر پڑی تو بچے کی جانب ایک سنگترہ (مالٹے کی ایک خاص قسم ہے) پھینکا تو بچے نے وہ سنگترہ دوبارہ مولانا سعید خان کی طرف پھینکا مولانا نے اس بچے کے دل بہلانے اور کھیل سے لطف اندوز کروانے کے لئے کئی دفعہ یہ عمل دہرایا اور پھر فرمایا کہ اتنی نوعمری میں بچوں پر ادب کے متعلق سختی نہیں کرنی چاہیئے کہ ابھی ہی سے حضرت تھانویؒ بن جائے انہیں اس عمر میں اچھلنے کودنے اور کھیلنے سے منع نہیں کیا جائے۔

مدینہ سے محبت اور وہاں کے جام مہمانوں کیلئے استعمال کرنا

حضرت کے حجرے میں عام طور پانی پینے کے لئے دو بڑے بڑے جام رکھے ہوتے ہیں جس سے ایک وقت میں چار پانچ آدمی خوب سیر ہوکر پانی پی سکتے ہیں۔ ایک مہمان نے دیکھ کر کہا کہ کیا عجیب جام ہے اسپر مولانا نے کہا کہ یہ مدینہ منورہ سے لایا ہوں اس غرض سے کہ ان برتنوں پر مدینہ کی ہوا لگی ہے۔ جہاں صاحب مدینہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔

معشوق کے وطن کے برتن سے محبت

پھر فرمایا کہ ایک دفعہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ معروف عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاجی محمد امینؒ کے ہاں عمرزئی گیا تھا تو حاجی صاحب نے تواضع کے لئے چائے پیش کی مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کپ پیا اور مزید پینے سے معذرت کی اس پر حاجی صاحب نے فرمایا کہ ''د جانان دکلی چانک او پیالئ

دی''، یعنی معشوق کے وطن مدینہ منورہ کا پیالہ اور چانک ہیں ۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ نے کئی کپ مزید چائے نوش فرمائی یہ واقعہ شیخ الحدیث مولانا صاحب اور حاجی صاحب کے مدینہ اور صاحب مدینہ کی عشق کا مظہر تھا۔

ابوظہبی میں شیخ سویدی کے ہاں مصروفیات

شیخ صاحب نے ابوظہبی میں اپنی مصروفیات کے متعلق میرے پوچھنے پر فرمایا کہ اکثر اوقات درس میں گزرے، شیخ سویدی کہتا تھا کہ میں نے آپ کو صرف درس کے لئے بلایا ہے تاکہ میں آپ سے کچھ استفادہ (تحصیل علم) کرسکوں۔

وہ بڑا دیندار اور علم کا طلب (صادق) رکھنے والا انسان ہے فرمایا اس نے علم کے حصول کی خاطر میرے لئے نہ صرف فرسٹ کلاس کے ٹکٹ بھیجے بلکہ خود مجھے لینے ائیر پورٹ آئے۔

فرمایا کہ درس کا محل متعین نہیں ہوتا صبح 10 بجے ہم کسی باغ وغیرہ میں چلے جاتے اور وہاں پر درس شروع کردیتا ظہر کے کھانے تک یہ سلسلہ جاری رہتا پھر کھانا وغیرہ بھی وہی تناول کرلیتے، اور اس طرح سارا دن ہی پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری رہتا۔

عشاء کا درس ہمیشہ سویدی صاحب کے ایک دوست، جو کہ فناء فی اللہ انسان ہیں اس کے گھر میں ہوتا، اس کے بعد علمی محفل جمتی اور رات کے ایک بجے تک یہ سلسلہ دراز چلتا۔ فرمایا کہ وہاں مکمل قیام کے دوران قصیدہ بردہ پڑھایا اور تفسیر میں سورۃ فاطر سے سورۃ الفتح تک درس ہوا۔ میرے پوچھنے پر کہا یہ دروس ٹیپ کئے گئے ہیں یا نہیں فرمایا کہ ہاں شیخ باقاعدہ اسے ٹیپ کرتے تھے اور اس کا اتنا اہتمام کرتے تھے کہ جس دن میں واپس آرہا تھا اس دن سورۃ الفتح کا درس تھا ریکارڈنگ سیلز کی خرابی کی بناء پر نہ ہوسکی، یہ ماجرا جب سویدی صاحب کے علم میں آیا تو بڑے ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ درس میرے لئے دوبارہ ٹیپ کروادیجئے اور اس پر بڑا اصرار کیا، لہٰذا آنے سے قبل مجبوراً اسے ٹیپ کروایا یہ آخری درس اس نے گھر میں رکھا تھا جس میں پردہ نشین خواتین اور اہل وعیال بھی سننے بیٹھے تھے، میں نے عرض کیا کہ وہ کیسٹیں مجھے ریکارڈنگ کیلئے مرحمت فرمائیں، تو کہا کہ ارشد علی شاہ دیدے گا۔

شیخ سویدی کا دن میں دو دفعہ والد کے قبر پر حاضری

فرمایا: کہ روزانہ دو دفعہ شیخ سویدی گھرے آتے اور جاتے ہوئے والد کی قبر پر جاکر مجھ سے دعائیں کرواتا اور خود امین کہتا میں جتنی لمبی دعا کرتا اس پر زیادہ خوش ہوتے تھے حضرت نے فرمایا کہ شیخ نے اپنے والد کی تمام جائداد وقف کررکھی ہے اس کے والد نے بھی بہت سی مساجد تعمیر کی تھیں پھر فرمایا کہ شیخ کا والد کے ساتھ بعدالوفاۃ محبت قابل نمونہ وستائش ہے، کہ آج ہماری حالت یہ ہے کہ والد کے قبر کو جانا دور کی بات ہے کبھی کبھی دعا میں بھی یاد نہیں کرتے ہیں اللہ کے احسانات وفضل اسی وجہ سے شیخ کے ساتھ شامل حال ہیں۔ فرمایا: کہ شیخ کی ماں حیات ہے اور شیخ خود اس کی خدمت کرتے تھے جو کہ بیمار ہے اس لئے وہ زیادہ تر اسفار پر بھی والدہ کی وجہ سے نہیں جاتے ہیں۔

گھر کے جوار میں مسجد بنانے کا ارادہ

فرمایا: کہ اس دنیا کی تعمیرات میں کچھ نہیں رکھا دل میں (ارادہ) ہے کہ گھر کے متصل ایک خانۂ خدا تعمیر کرو اور اس کے لئے ذہن میں منصوبہ بنانا ہے کہ مدینہ میں جو قباء کے ساتھ افغانیوں کے محلّہ میں میرا جو گھر ہے اس کو بیچ دو وہاں میرا ایک دوست ہے ''انعام اللہ'' اس کو میں نے پیغام بھجوایا ہے کہ کسی طرح اس گھر کو بیچ دیجئے امید ہے کہ تقریباً تیس ہزار ریال تک بک جائے گا جو کہ تقریباً پاکستانی پانچ لاکھ روپیہ بن جائینگے ان روپوں سے ایک مسجد جس میں سو تک آدمی نماز پڑھ سکے بن جائے گا فرمایا: کہ مسجد بناتے وقت بھی ارادہ یہی ہے کہ اس اس میں تہہ خانہ بناؤنگا

نوٹ: اللہ کے فضل وکرم سے شیخ صاحب نے اپنی حیات اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنچایا اور اس مسجد کو اپنی زوجہ اول دلشاد بی بی کے نام موسوم کر کے اسکے صدقہ جاریہ ٹھہرایا اسی مسجد کے مشرقی جانب آپ رحمہ اللہ کی آخری آرام گاہ بھی بنی رحمه الله رحمةً واسعة

دریائے کابل میں تیرا کی مشق

فرمایا: کہ ہم کسی زمانے میں دریائے کابل میں انتہائی گہرے اور بھنور والے مقام پر جا کر تیرتے غوطہ لگا کر ہم مشق کرتے کہ بھنور نے ہمیں کتنی گردش سے دو چار کیا اور کتنی دیر میں ہم اس بھنور کو عبور کرنے میں کامیاب ہوئے۔ یہی وجہ تھی کہ بڑے بڑے دریا عبور کرنا ہمارے لئے معمولی بات تھی، اب تو بڑھاپے نے سب کچھ چھین لیا دریا میں نہانے سے بھی ڈر سا لگتا ہے۔

مالدیپ کے طالب علم کا دکتورا کا مقالہ

ایک مہمان حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت ہمارے ہاں ختم قرآن مجید ہے اس میں آپ تشریف لائیں گا۔ لوگ آپ کی زیارت کے بڑے مشتاق ہیں حضرت نے فرمایا: کہ میں انتہائی افسوس کیساتھ معذرت کرتا ہوں؛ کیونکہ میرے پاس ایک مالدیپ طالب علم ''عبد الستار'' جو کہ اسلامک یونیورسٹی کے Phd کا طالب علم ہے کا مقالہ عید الاضحیٰ سے بھیجا ہوا پڑا ہے جو مجھے پڑھ کر اس کی صحت پر تاثرات لکھنا اور اس طالب علم سے مناقشہ (سوال وجواب) کرنا ہے لہٰذا میں اس کام میں بڑا مصروف ہوں اور کسی قسم کا وقت فارغ نہیں مل رہا ہے، فرمایا کہ اسی وجہ میں ایک دو دن سے کھانا بھی چند نوالیں ہی دوپہر کے وقت لیتا ہوں تاکہ کھانے کی زیادتی کی وجہ سے کام سے نہ نکلوں اور وہ طالب علم بے چارہ بار بار ٹیلی فون کرتا ہے کہ میری والدہ بیمار ہے اور یہاں اسلام آباد میں میرے جو مصری استاد ہے وہ بھی مصر واپس ٹرانسفر ہو کر جا رہے ہیں لہٰذا جلدی میری کتاب دیکھ لیجئے اور مناقشہ کروائیں۔ پھر حضرت نے اپنے پوتے سے کہا کہ جاؤں وہ کتاب لے آؤ اور فرمایا: کہ بعض حضرات بضد ہوتے ہیں کہ ہمارے

ساتھ جانا ضروری ہے تو میں مجبوراً، پھر ان کے سامنے یہ کتاب لاکر رکھ دیتا ہوں کتاب لائی گئی تو حضرت نے اسے دکھاتے ہوئے فرمایا کہ اس کتاب کے ماخذ 199 کتب ہیں اور مجھے اس پوری کتاب کو دیکھنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے ماخذ یعنی اصول کو بھی سامنے رکھ کر ملاحظہ کرنا ہے کہ اس نے عبارۃ مکمل نقل کی ہے یا ناقص اور عبارت کا ترجمہ صحیح کیا ہے یا ظنی، یہ بہت ہی دقیق امور ہیں۔ فرمایا: کہ ابھی اس میں کسی جگہ پر سیرت سے متعلق ایک جگہ دیکھ رہا تھا اس کیلئے میں نے کئی کتابیں اٹھائی اصل ماخذ سے ملانا اس کے اغلاط پر متنبہ کرنا یہ میری ڈیوٹی ہے؛ کل یہ کتاب ہزاروں علماء دیکھیں گے گر ان امور کا خیال نہ رکھا گیا تو بدنامی کا سبب ہوگا اگر اسی طرح بلاتحقیق واصل ماخذ دیکھے اکتفا کرلیا جائے اور خدانخواستہ کل کو کوئی خلاف بات شرع نکل آئے تو یہ مفت شرمندگی ہوگی۔

مقالہ دیکھنے میں حزم واحتیاط

احقر کو حضرت نے کتاب تھمادی تو معلوم ہوا کہ انتہائی ضخیم کتاب ہے جس کا نام" جهود علماء مالديپ في تفسير القرآن الكريم" میں کتاب کی ورق گردانی کررہا تھا کہ حضرت نے کتاب دوبارہ میرے ہاتھ سے لیتے ہوئے فرمایا کہ ابھی میں یہاں پر ایک شعر دیکھ رہا تھا جس میں اس طالب علم نے ایک لفظ کا معنی غلط لکھ دیا، وہ لفظ ہے "ھام" کا معنی اس نے "نیند" لکھا ہے اور اس پر "لسان العرب" کا حوالہ دیا، حالانکہ مذکورہ شعر میں "ھام" کے معنی "سر" کے ہے، اس نے "ھوم" دیکھ کر اس کا معنی کر دیا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ اسی طرح اس نے قرآن کے عبارات صحیح نقل نہیں کیے ہیں رسم الخط توقیفی ہے جیسے اس نے "مرساھا" لکھا ہے حالانکہ یہ "مرسھا" لکھا جاتا ہے اور پھر فرمایا: کہ ایسے بیشمار فنی امور ونکات علمیہ پر نظر رکھنی پڑتی ہے تب جاکر کچھ نکلتا ہے، پھر فرمایا اسی کتاب میں ایک مشکل یہ بھی ہے کہ اس مرتب نے مالدیپ کے علماء کے کتب کے حوالے دیئے ہیں جس کے کتب ہمارے ہاں دستیاب نہیں ہیں یا کم ہیں پھر مالدیپی رسم الخط میں تفسیر کا صفحہ نکالتے ہوئے فرمایا کہ یہ مالدیپی زبان میں تفسیر ہے، یہ سب عذر ومعذرت اور لمبی تقریر کے باوجود وہ مہمان پھر بھی بضد تھا کہ میرے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے جائیں حضرت نے پھر سمجھایا کہ خدا کے بندے میں اس کام سے فارغ نہیں ہوں دارالعلوم حقانیہ کا دوسرا کوئی استاد ساتھ بھیج دوں گا یا کچھ دن صبر کرلو۔

حضرت مولانا عبدالحقؒ کے کاشتکاری کا شغف

فرمایا کہ آپ کے داداجان حضرت مولانا صاحب (عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ) کو زمینداری کا شوق تھا وہ خود پدری زمین اپنی نگرانی میں کاشت کرتے اور پھر فصل پک جانے پر کاٹتے تھے۔ فرمایا: کہ گندم کے کٹائی کے زمانہ میں طلباء کو ساتھ لیجا کر گندم لے جاتا تھا حضرت بھی ہوتے طلباء سارا دن گندم کاٹتے تھے عام لوگ محلے کو جو حضرت کے

ساتھ گئے ہوتے وہ دوپہر کے وقت تھک کر بیٹھ جاتے لیکن طلباء انتہائی شوق وجذبہ سے آخر تک لگے رہتے حالانکہ بڑی سخت گرمی کا زمانہ ہوتا تھا گرمی کی شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت مولانا صاحب کے چھوٹے بھائی نورالحق صاحب مرحوم وہاں کام کرنے والوں کے لئے لسی لاتے تھے تو لسی جب وہاں پہنچتی تو وہ ایسی گرم ہوتی جیسے سالن اور ترکاری، پھر طلباء اس میں تازہ پانی ملا لیتے تاکہ اس میں خنکی آئے۔

حضرت لاہوریؒ کے تفسیری افادات (زبدۃ القران) پر کام

حضرت لاہوریؒ کی تفسیر پر کام شروع کرنے سے متعلق فرمایا کہ الحمدللہ یہ کام میں نے شروع کیا یہ ایک علمی کام ہے، میں نے مولانا عبیداللہ انور کے زمانہ میں بھی یہ کام شروع کیا تھا لیکن چند اقساط خدام الدین میں شائع ہونے کے بعد بوجوہ یہ سلسلہ پھر رک گیا اب دوبارہ حضرت شاہ صاحب کے بیٹے کے اصرار پر اللہ نے یہ کام شروع کردیا ہے السعی منا ولاتمام علی اللہ۔

فرمایا: کہ اللہ کا رحم وکرم ہے کہ وہ مسودات 43 برس گزرنے کے باوجود آج تک محفوظ ہیں اور ضائع نہیں ہوئے؛ اس دوران کئی مرتبہ امجد علی شاہ وغیرہ اور دیگر طلباء نے کتابیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیں جس میں اکثر میرے بعض تقریری مسودات گم ہوگئے لیکن اللہ نے اسے محفوظ رکھا۔

نوٹ: اب حضرت لاہوری کے یہ افادات ''زبدۃ القرآن'' کے نام سے القاسم اکیڈمی کے توسط سے منصۂ شہود پر آچکے ہیں۔

حضرت لاہوریؒ کا فرمان ''ہر لکھنے والا لکھنے والا نہیں ہوتا''

فرمایا: کہ میں نے الحمدللہ 99% تفسیری نکات حضرت لاہوری سے قلمبند کئے ہیں ایک دفعہ حضرت لاہوریؒ نے بنی اسرائیل کے بارہ نعمتوں کا تذکرہ کیا کہ ان پر بارہ انعامات ہوئے تھے اس پر بعض طلباء نے کہا کہ حضرت بارہ مکمل نہیں ہوئے حالانکہ حضرت نے پورے بتادیئے تھے لیکن ان طلباء سے لکھنے میں رہ گئے ایک طالب علم نے گنے تو چھ لکھے تھے حضرت لاہوریؒ نے دوسرے طالب علم سے پوچھے اس نے سات گنوائے اسی طرح دو چار طلباء سب نے کم بتلائے اس پر میں نے حضرت سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں بیان کردوں۔ میں حضرت کے بالکل قریب بیٹھا تھا۔ تو میں نے بارہ کے بارہ نعم مکمل طور پر بیان کردئے اس پر حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کہ ہر لکھنے والا لکھنے والا نہیں ہوتا ہے اس لئے جو طلباء پورا لکھ نہیں سکتے وہ دھیان سبق کی طرف دیا کرے۔

حضرت سندھیؒ کے تفسیری افادات عمر بھر کا سرمایہ

فرمایا کہ حضرت لاہوریؒ نے فرمایا تھا کہ میں نے مولانا سندھی سے 99% تفسیری نکات لکھے تھے جب

حضرت سندھی افغانستان جانے لگے تو مجھے کہا کہ وہ مسودات مجھے دو تو اس پر میں نے کہا کہ حضرت تو میری پوری زندگی کا سرمایہ ہے کہیں ضائع نہ ہوجائے۔

فرمایا: کہ مولانا سندھی نے قرآن کے تفسیری مواد کے لئے دس آدمیوں کی کمیٹی تشکیل دی جن میں پانچ عصری علوم کے ماہر اور پانچ علماء تھے۔لیکن الحمدللہ کہ اللہ نے مجھ ناچیز (لاہوریؒ) سے کام لیا۔

پشتو میں تکرار

حضرت نے مزید فرمایا کہ میں حضرت لاہوریؒ کے درس کے بعد پٹھان طلباء کو پشتو میں تکرار کرواتا حضرت بھی کبھی کبھی تشریف لاکر فرماتے کہ میں پشتو سننا چاہتا ہوں۔

فرمایا: کہ مغرب کے بعد ہم حضرت لاہوریؒ کے ساتھ بیٹھتے تو آپ عربی بولتے تھے عربی حضرت لاہوری نہایت فصیح روانگی اور بے تکلفی سے بولتے تھے۔

ایک مصری استاد شیخ مصطفیٰ کا ذکر خیر

فرمایا: کہ ہمارے جامعہ اسلامیہ میں ایک مصری شیخ التفسیر کے استاد تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی صلاحیتوں سے نوازا تھا اس کا یہ دعویٰ تھا کہ میں عربی میں کوئی عامی لفظ استعمال نہیں کرتا ہوں، اگر کوئی ایک لفظ بھی مجھے بتادیا جائے تو میں جرمانہ دوں گا، حالانکہ عام طور پر تو مصری اکثر غیر عربی عامی الفاظ استعمال کرتے ہیں ان کا نام الدکتور مصطفیٰ زید مصری تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں موت کے لئے مدینہ پہنچادیا جامعہ میں چھٹیاں ہوگئیں تو وہ مصر چلا گیا تھا لیکن دوران تعطیل وہ ایک طالب علم کے مناقشہ کے لئے آئے تو مدینہ میں ہی اچانک انتقال ہوگیا اور اس طرح مدینہ کی موت نصیب ہوئی فرمایا انہوں نے النسخ فی القرآن کے نام سے ایک لاجواب کتاب تصنیف کی ہے۔

10 جون 2001ء بعد از درس الترمذی:

امام ابوحنیفہؒ کی عقلمندی

ایک مجلس میں فرمایا کہ ابومنصور نے ایک دفعہ اپنی بیوی سے دوسری شادی کی اجازت چاہی تو اس نے سختی سے منع کیا۔ پھر ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ کو اپنے ہاں بلاکر بیوی کو چھپا کر پس پردہ بٹھایا اور امام صاحب سے پوچھا کہ شریعت میں شادیاں کرنے کی کتنی حد ہے؟ امام صاحب نے جواب میں یہ آیت پیش کی فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث وربع، دو تین اور آخری حد چار کی ہے۔ اس پر منصور نے پس پردہ بیوی کو مخاطب کر کے کہا کہ سن لیا کیا کہتے ہیں۔ اب امام صاحب اس معاملے کی تہہ تک پہنچے انہوں نے فوراً منصور کو آیت کا یہ حصہ بھی سنادیا کہ فان خفتم الاتعدلو فواحدۃ، یعنی عدل نہ ہونے کے اندیشے پر ایک ہی پر اکتفا کیا جائے گا۔ بعد میں ابومنصور کی

بیوی نے امام صاحب کی خدمت میں بیش بہا قیمتی ھدایا بھیجے لیکن امام صاحب نے یہ کہہ کر رد کر دیئے کہ یہ حق بات میں نے آپ کی خاطر نہیں بلکہ اللہ کی خاطر کی تھی۔ ان اجری الا علی اللہ

دیوانے کی چالاکی اور فالودہ

فرمایا کہ ایک دفعہ امام ابو یوسفؒ دارالقضاء (عدالت) سے نکلے تو ایک دیوانہ ملا جس نے آپ پر سوال کیا کہ قرآن مجید میں یہ آیت وان من امة الا خلافیھا نذیر آئی ہے تو کتا بھی ایک امت ہے کیا اس کے ڈرانے کیلئے کوئی بھیجا گیا ہے۔ امام ابو یوسفؒ نے اس سوال کے جواب پر کافی سوچا لیکن کوئی جواب بن نہ پڑا اس لئے دیوانے سے معذرت چاہی اور اس پر سوال کیا کہ تمہیں اس کا جواب معلوم ہو تو بتا دو دیوانے نے کہا کہ میرا جواب اتنا آسان اور مفت نہیں پہلے مجھے فالودہ کھلائیں تب اس کا جواب دوں گا امام صاحب نے اس دیوانے کو فالودہ کھلایا بعد میں پھر اس سے پوچھا تو اس دیوانے نے زمین سے ایک پتھر اٹھا کر کہا کہ یہ ہے کتے کا ڈرانے والا۔

منصور کی بیوی کو طلاق

ایک بار فرمایا کہ ایک دفعہ منصور نے اپنی بیوی سے غصہ میں کہا کہ اگر تو میری سلطنت وحکومت سے نہ نکلی تو تمہیں طلاق ہے بعد میں منصور اس پر کافی پریشان ہوا اس لئے کہ منصور کی سلطنت سے نکلنے کے لئے ہر طرف ایک ایک ماہ کی مسافت تھی اور بیوی کو کسی حال میں دوسروں کی سپردگی میں دے کر سلطنت سے نکالنا نہیں چاہتا تھا۔ یہ معمہ جب امام ابو یوسفؒ کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اس کا حل یوں نکالا کہ بیوی کو کہو کہ مسجد چلی جائے مسجد وہ قطعہ اراضی ہے جس پر منصور کا تسلط اور حکومت نہیں کیونکہ وہ اللہ کا گھر ہے اس طرح اسے اس سختی سے نجات ملی۔

عجیب غلط فہمی

آپ نے اپنے ایک ساتھی مولانا غلام حیدر کا قصہ سنایا کہ ایک دفعہ وہ ایک قافلے کے ہمراہ بری راستے سے حج جا رہے تھے ایران پہنچ کر یہاں کسی مسجد میں نماز کے لئے رُکے تو قافلے کے لوگوں نے مسجد کے دروازے کے قریب ان ٹکیوں کو دیکھ کر جو شیعہ سجدے کی جگہ پر رکھتے ہیں، اسے استنجاء کے ڈھیلے سمجھ لیا بعض ساتھیوں نے اسے استنجا کے لئے استعمال کرتے ہوئے کہا کہ ایران کے لوگ اتنے اچھے ہیں کہ استنجا کے لئے بھی ڈھیلوں کو اس عمدگی سے تراشا ہے۔ کہتے ہیں اس دوران بعض اہل تشیع مسجد پہنچے تو یہ تماشہ دیکھ کر وہ بہت غصہ ہوئے اور جا کر مقامی آبادی کو مطلع کیا کہ یہاں غیر مسلم کافر آئے ہیں۔ ادھر جب مولانا غلام حیدر کو معلوم ہوا تو اس نے اپنے قافلے کے تمام ساتھیوں کو اکٹھا کر کے فوراً نکل بھاگنے کا کہا اور انہیں سمجھایا کہ آپ لوگوں نے نا سمجھی میں ان کے سجدے کی ٹکیوں کی توہین کی ہے۔ لہذا اب تمہاری خیر نہیں بھاگو۔ اور اس طرح وہ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

حضرت حسن بصریؒ کی بیوی

کہ حضرت حسن بصریؒ کی بیوی سے اس کے شاگردوں نے پوچھا کہ کیف وجدت الحسن البصری؟ تو اس پر وہ خوب روئی فبکت بکاءً شدیداً۔وقالت تسئلونی عن الحسن البصری رایته فتح المصحف فاذاعیناه تذرفان الدموع وشفتاه لا تتحرکان۔ یعنی حسن بصریؒ کی بیوی اس کے کمال مرتبت کی قائل تھی۔اس پر میں نے کہا کہ......

نہ ہر مرد مرداست نہ ہرزن زنست
خدا پنج انگشت یکساں نہ کردست

پُر سجع کلام

فرمایا کہ بعض علماء کواللہ نے سجع کے ملکہ سے نوازا ہوتا ہے اوران کا کلام کبھی کبھی غیراختیاری بھی پُر سجع ہوتا ہے۔ جیسے ہمارے حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ،خطیب اسلام حضرۃ العلامہ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دین پور کے مولانا صاحب (مولانا عبدالشکورؒ) اور ہمارے استاد حضرت مولانا غلام اللہ خان بھی پُر سجع کلام کے بادشاہ تھے

تبرک کے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہم اسے مؤثراور خالق ومالک وقادر سمجھتے اور مانتے ہیں بلکہ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اس چیز سے محبت رکھے جس سے محبوب کا تعلق ہو۔

متبرک تابوت

میں نے بات بڑھاتے ہوئے کہا کہ ہم نے آپ سے تفسیر میں سنا ہے کہ جب حضرت شموئیل علیہ السلام نے طالوت کوسرداراور بادشاہ بنایا تو لوگوں نے اس کی غربت کی وجہ سے اس پر اعتراض کیا کہ اسے ہمارا حاکم کیوں بنایا گیا ہے؟ تو لوگوں کو مطمئن کرنے کیلئے کہا گیا کہ یہ من جانب اللہ مقرر ہوئے ہیں۔اوراس کی نشانی اوردلیل وہ تابوت ہے جس میں تبرکات ہیں انّ آیة ملکه ان یاتیکم التابوت فیه سکینة من ربکم وبقیة مماترك ال موسیٰ وال ھٰرون اس تابوت میں موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی حضرت ہارون علیہ السلام کی پگڑی اوردیگرانبیاء کرام علیہم السلام کے تبرکات تھے۔اس تابوت کی برکت یہ تھی کہ یہ جس کے پاس ہوتا تو وہ فتح یاب ہوتا۔اس تابوت کو مسلمانوں سے عمالقہ نے قبضہ کیا اورپھراس کی بے ادبی کرکے جان چھڑانے کیلئے اسے بیل گاڑی میں لادا اورپھراسے فرشتے حضرت طالوت کی نشانی کے طور پر لائے۔